نگارشات

آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی طاب ثراہ

(۱) بیت اللہ اور علی ابن ابی طالبؑ

مایۂ ناز صدف گوھر و مرجاں باشد
کعبہ از نقش کفِ پائے علیؑ می نازد

رجب کا مہینہ اسلامی دنیا میں جس عظیم شخصیت کے وجود کا خیر مقدم کرتا ہوا آتا ہے، اس کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں مسلمانوں کا بانیٔ اسلام کے بعد سب سے بڑا رہنما اور اسلام کا سب سے پہلا محافظ وحامی عالم ایجاد کو اپنے اقدام سے مزین کرتا ہے۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی ولادت اور اس کے بیش قیمت نتائج جو اسلام کے نشو ونما دینے میں بہت بڑا حصہ رکھتے ہیں، ہمیشہ پر عقیدت مسلمانوں کو اس مبارک مہینہ میں اپنی طرف متوجہ کرلیا کرتے ہیں اور وہ منتہائے خلوص سے اس یادگار کے قائم کرنے میں دلچسپی لیتے ہیں۔

امیر المومنینؑ کی ولادت جس طرح اپنے گونا گوں خوشگوار نتائج کے اعتبار سے ممتاز ہے، اسی طرح اپنے تاریخی خصوصیات کے لحاظ سے بھی یادگار ہے۔ وہ خدا کا مخصوص گھر جس کے سامنے پچپن کروڑ مسلمانوں کی گردنیں خدا کے حکم سے خم ہوتی ہیں اور جو تمام عالم کا قبلہ ہے، وہ اس ولادت کے لئے خالی ہوجاتا ہے اور عام زبان میں عبادت خانہ اس مولود کے لئے زچہ خانہ بنا دیا جاتا ہے۔ یہ جس طرح ماں کی جلالت قدر کو ثابت کرتا ہے اسی طرح مولود کی عظمت وطہارت پر گواہی دینے کے لئے کافی ہے۔

یوں تو عالم کے تمام مسلمان امیر المومنینؑ کے فضائل کے معترف ہیں، یہاں تک کہ اہلسنت وشیعہ کے علاوہ خوارج تک جو امیر المومنینؑ کی عداوت کو جزو مذہب سمجھتے ہیں وہ بھی اس ذات کے فضل وشرف کے منکر نہیں ہیں، مگر وہ لوگ جن کی آنکھوں میں امیر المومنینؑ کی فضیلت خار بن کر کھٹکتی رہتی ہے، جزوی فضائل پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش ہمیشہ کرتے رہتے ہیں تااینکہ امیر المومنین کے خصوصیات ولادت کے متعلق بھی طرح طرح کے شبہات وتوہمات پیش کر کے اس کو مشتبہ صورت میں لایا جاتا ہے، حالانکہ یہ کوشش شیعہ وسنی دونوں فرقوں کی کتابیں دریابرد کئے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتی۔ گذشتہ سال اسی ماہ رجب میں ہمارے پاس تین معترضانہ سوال آئے تھے، جن کا جواب قلم برداشتہ لکھ کر دے دیا گیا تھا۔ جہاں تک سوالوں کی زبان بتلاتی ہے، سوال اسی گروہ کی طرف سے ہیں جو امیر المومنینؑ کے فضائل کو معرض اشتباہ (میں) لانے کے لئے پوری عرق ریزی کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ اس لحاظ سے ہم اس وقت ذرا تفصیل سے ان تینوں سوالوں پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں جو ناظرین کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

پہلا سوال: اگر امیر المومنینؑ کے ولادت کے وقت کعبہ قبلہ نہ تھا بتخانہ تھا تو ایک بتخانہ میں پیدا ہونا کون سے شرف کی بات ہے؟

دوسرا سوال: اگر کعبہ میں ولادت علیؑ ہوئی ہو تو پیدائش کے وقت زچہ جس طرح کے نجاسات سے آلودہ ہوتی ہے وہ کسی طرح کعبہ کی طہارت وعزت سے مناسبت نہیں رکھتیں، لہٰذا یہ روایت ماننے کے قابل نہیں ہے۔

تیسرا سوال: یہ روایت کتب اہل سنت میں کہیں مذکور نہیں ہے۔

ہم بترتیب ان سوالوں کا جواب دینا چاہتے ہیں۔

کعبہ کے احترام پر گستاخانہ حملہ

پہلا سوال جن لفظوں میں ہے، وہ بہت زیادہ رکیک اور خدا کے مخصوص گھر کی توہین پر مشتمل ہیں۔ سائل کا خیال ہے کہ کعبہ کو جو کچھ شرف حاصل ہوا وہ قبلہ ہونے کے بعد سے، اور اس کے قبل وہ عام بتخانوں کے مثل ایک بتخانہ تھا۔ یہ خیال بالکل تاریخ و حدیث اور اسلامی آثار سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ سرزمین مکہ کا یہ مقدس گھر جس کا نام کعبہ ہے کوئی معمولی گھر نہیں اور نہ ایسا ہے کہ قبلہ بننے کے بعد سے اس میں شرف پیدا ہوا بلکہ یہ وہ گھر ہے جو ازل سے بیت اللہ کے نام سے موسوم ہو گیا تھا۔ یوں تو عالم کی ہر شئے خدا کی مخلوق ہے اور مکان ہونے کی حیثیت سے دنیا کے ہر گھر سے وہ مستغنی اور بے نیاز ہے لیکن خاص طور سے کسی گھر کو اپنی طرف منسوب کر لینا اور اس کو بیت اللہ کہنا ممتاز شرف وخصوصیت کا پتہ دیتا ہے۔ خانہ کعبہ ہمیشہ سے معزز ومحترم تھا۔ وہ زمانہ کہ جب بنی آدم کا وجود نہ تھا اور ورق عالم وجود انسان کے نقش سے سادہ تھا، اس وقت سے خانۂ کعبہ کا شرف وعظمت بجائے خود ثابت تھا اور اسی وجہ سے جب بنی آدم کا وجود ہوا تو ان کے لئے طواف وعبادت کے لئے یہی گھر منتخب ہوا، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

پہلی آیت

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعَالَمِينَ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَّلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ۔ (سورہ آل عمران آیت ۹۶ و ۹۷)

یقین جانو کہ سب سے پہلا گھر جو بنی آدم کے لئے قرار دیا گیا وہ گھر ہے جو مکہ میں ہے وہ مبارک ہے اور تمام عالم کی ہدایت (کا باعث) ہے اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، اسی میں مقام ابراہیم ہے، جو شخص اس میں داخل ہوجائے وہ امان میں ہے اور خدا کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج واجب ہے ہر اس شخص پر جو اس پر قدرت رکھتا ہو، اور جو شخص کفر اختیار کرے تو خدا تمام عالم سے بے نیاز ہے۔

تفسیر بیضاوی میں جو اہلسنت کی مستند کتاب ہے، آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے۔

هو اول بيت بناه آدم فانطمس في الطوفان ثم بناه ابراهيم وقيل كان في موضعه قبل آدم بيت يقال له الضراح ويطوف به الملائكة فلما اهبط ادم امر بان يحجّه ويطوف حوله ورفع في الطوفان الى السماء الرابعة يطوف به ملائكة السماء۔ صفحہ ۸۱

یہ سب سے پہلا گھر ہے جس کو آدم نے تعمیر کیا لیکن طوفان نوحؑ میں وہ محو ہو گیا، پھر حضرت ابراہیمؑ نے اس کی تعمیر کی اور بعض نے کہا کہ اس جگہ پر قبل حضرت آدمؑ کے ایک گھر تھا جس کا نام ضراح تھا اور ملائکہ اس کا طواف کیا کرتے تھے، جب آدمؑ زمین پر اتارے گئے تو ان کو حکم ہوا کہ اس کا حج کریں اور اس کے گرد طواف کریں اور طوفان نوحؑ میں یہ آسمان چہارم پر اٹھا لیا گیا کہ ملائکہ آسمان اس کا طواف کریں۔

دوسری آیت

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَّاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ رَّبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ۔

(جز ۱۳؍سورۂ ابراہیم آیت ۳۵-۳۷)

اور جبکہ کہا ابراہیم نے کہ پروردگار اس شہر کو جائے امن قرار دے اور مجھ کو اور میری اولاد کو بچا اس بات سے کہ ہم بتوں کی پوجا کریں، پروردگارا یہ بت بہت لوگوں کی گمراہی کا باعث ہوئے ہیں جو شخص میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو مغفرت و رحم تیرا کام ہے، پروردگارا! میں نے اپنی اولاد میں سے کچھ کو ساکن کیا ہے ایسے وادی میں جو بے زراعت ہے، تیرے محترم گھر کے پاس، بارالٰہا! تاکہ یہ نماز قائم کریں، تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف موڑ دے اور ان کو میووں کا رزق پہنچا شاید یہ شکریہ ادا کریں۔

علامہ بیضاوی اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔

عند بيتك الذى حرمت التعرض له والتهاون به اولم يزل معظما ممنعاً تهابه الجبابرة اومنع منه الطوفان فلم يستول عليه ولذلك سمى عتيقا اى اعتق منه۔ (صفحہ ۴۱)

تیرے محترم گھر کے پاس یعنی وہ گھر جس کے تعرض کو اور جس کی توہین کو تو نے حرام قرار دیا ہے یا جو ہمیشہ سے معظم و محترم رہا ہے کہ بڑے بڑے اہل جبروت اس سے خوف کرتے یا طوفان نوحؑ کو اس سے روک دیا کہ اس پر غلبہ نہ پاسکا، اسی وجہ سے اس کا نام عتیق ہوا، یعنی یہ طوفان سے آزاد کیا ہوا ہے۔

ان تینوں آیتوں سے بضمیمۂ تفسیر چند باتوں کا انکشاف ہوتا ہے۔

(۱) کعبہ عالم کے مکانات میں سب سے پہلے خلق ہوا ہے۔ (۲) وہ خدا کی طرف سے متبرک قرار پایا ہے۔ (۳) آدمؑ کو سب سے پہلے اس کے طواف و حج کا حکم ہوا اور طوفان کے زمانہ میں ملائکہ اس کا طواف کرتے رہے۔ (۴) حضرت ابراہیمؑ کی دعا کہ عند بيتك المحرم۔ تیرے گھر کے پاس، اس سے معلوم ہوا کہ خلیل اللہ کے زمانہ سے کعبہ کا احترام بجائے خود ثابت ہے۔ (۵) طوفان نوح جو تمام عالم کو محیط ہو گیا تھا بحکم خدا اس مقام سے علیحدہ تھا اور خانۂ کعبہ اس سے محفوظ تھا۔

اس کے علاوہ خانۂ کعبہ کی تعمیر جس اہتمام اور جن ہاتھوں سے ہوئی وہ اس گھر کی جلالت قدر اور عظمت ثابت کرنے کے لئے بہت کافی ہے، سب سے پہلے معمار اس گھر کے ملائکہ مقربین ہیں کہ انہوں نے خدا کے حکم سے آکر اس کی تعمیر کی۔

کتاب الاعلام باعلام بيت الله الحرام جو مکہ معظمہ کی مستند تاریخ اور علامۂ قطب الدین حنفی کی تصنیف ہے اس میں اس تعمیر کے تفصیلی حالات مذکور ہیں۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲ مطبوع مصر:۔

اما بناء الملائكة الكعبة المشرفة وهو اول بنائها فذكره الامام ابو الوليد احمد بن عبدالله بن احمد بن الوليد الازرقى فى تاريخه فقال حدثنا على بن مسلم العجلى عن ابيه حدثنا القاسم بن عبدالرحمن الانصارى حدثنا الامام محمد الباقر ابن الامام على زين العابدين ابن الحسين بن امير المومنين على بن ابى طالب قال كنت مع ابى على بن الحسين عليهما السلام بمكة فبينا هو يطوف وانا وراءه اذا جاء رجل طويل فوضع يده على ظهر ابى فالتفت ابى اليه فقال السلام عليك يا ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم انى اريد ان اسألك فرد عليه السلام وسكت ابى وانا والرجل خلفه حتىٰ فرغ من اسبوعه فدخل الحجر فقام تحت الميزاب فصلى ركعتى اسبوعه ثم استوىٰ قاعداً فالتفت فجلست الى جانبه فقال يا محمدﷺ اين السائل فاومأت الى الرجل فجاء فجلس بين يدى ابى فقال له عمّ تسئال قال انى اسئالك عن بدء هذا الطواف بهذا البيت فقال له ابى من اين انت قال من اهل الشام قال اين

مسکنك قال بيت المقدس قال اقرأت الكتابين يعنی التورة والانجيل قال نعم فقال له ابی يا اخا الشام احفظ عنی ولا تروعنّی امّا بدء هٰذالطّواف فان الله تعالیٰ قال انّی جاعل فی الارض خليفة فقالت الملائكة ای رب اتخلق غيرنا ممن يفسد فيها ويسفك الدماء ويتحاسدون ويتباغضون ويتباغون اجعل ذالك الخليفة منّا فنحن لا نفسد فيها ولا نسفك الدماء ولا نتباغض ولا نتحاسد ولا نتباغی ونحن تسبح بحمدك ونقدس لك ونعظمك ولا نعصيك فقال الله تعالیٰ انی اعلم مالا تعلمون قال فظنت الملائكة ان ماقالوه رد علی الله وانه قد غضب عليهم من قولهم فلا ذو ابالعرش ورفعوا رؤسهم يتضرعون ويبكون اشفاقاًمن غضبه وطافوا بالعرش ثلاث ساعات فنظرالله اليهم ونزلت الرحمة عليهم ووضع الله سبحانهٗ وتعالیٰ تحت العرش بميتا وهو البيت المعمور علی اربع اساطين من زبرجد فغشا هن يا قوته حمراء وقال للملائكة طوفوا بهذالبيت فطافت الملائكة بهٰذا وصارا هون عليهم من العرش ثم ان الله تعالیٰ بعث ملائكة وقال لهم ابنوٗا فی الارض بيننا بمثاله قدره وامر الله تعالیٰ من فی الارض خلقه ان يطوفوا بهذالبيت كمايطوف اهل السماء لبيت المعمور فقال له الرجل صدقت يابن بنت رسول الله صلی الله عليه وسلم هكذا كان۔

ملائکہ کا کعبہ مشرفہ کو بنانا جو درحقیقت اس گھر کی پہلی تعمیر ہے۔ اس کے متعلق ابوالولید احمد بن عبداللہ بن احمد بن ولید ازرقی نے اپنی تاریخ میں علی بن مسلم عجلی سے نقل کیا ہے کہ وہ قاسم بن عبدالرحمن انصاری کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر امام زین العابدین علی بن الحسین بن امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ نے بیان فرمایا کہ ایک دن میں اپنے پدر بزرگوار علی بن الحسین علیہ السلام کے ساتھ مکہ میں تھا، حضرت طواف فرما رہے تھے، اور میں پیچھے پیچھے تھا کہ دفعۃً ایک دراز قامت شخص آیا اور اس نے اپنا ہاتھ حضرت کی پشت پر رکھا، حضرت نے مڑکر دیکھا تو اس نے سلام کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے کچھ سوال کروں، حضرت نے جواب سلام تو دے دیا مگر اس کے بعد سکوت اختیار فرمایا، میں اور وہ شخص حضرت کے پیچھے پیچھے رہا، یہاں تک کہ حضرت اپنے عمل سے فارغ ہوکر حجر، میں داخل ہوئے اور میزاب کے پیچھے کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی پھر سیدھے ہوکر تشریف فرما ہوئے اور میری طرف رخ کیا، میں بھی پہلو میں بیٹھ گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ سائل کہاں ہے؟ میں نے اس کو اشارہ کیا، وہ سامنے بیٹھ گیا، حضرت نے فرمایا کہ تو کیا پوچھنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس خانۂ کعبہ کے پہلے پہل طواف کا حال دریافت کروں۔ حضرت نے فرمایا: تو کہاں کا رہنے والا ہے؟ اس نے کہا: میں شام کے رہنے والوں میں سے ہوں۔ پوچھا: کس جگہ پر تیرا مکان ہے؟ اس نے کہا: بیت المقدس میں۔ حضرت نے پوچھا کہ تو نے دونوں کتابیں یعنی توریت وانجیل پڑھی ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ حضرتؑ نے فرمایا: مجھ سے سن کر یاد رکھنا، مگر میری زبان سے کبھی بیان نہ کرنا۔ اس طواف کی ابتدا یوں ہے کہ خداوند عالم نے فرمایا میں زمین میں خلیفہ قرار دینے والا ہوں ملائکہ نے کہا کہ پروردگارا کیا تو ہمارے سوا خلق کرنا چاہتا ہے جو زمین میں فساد برپا کریں اور خونریزی کریں؟ اور ایک دوسرے پر حسد کریں اور ایک دوسرے سے بغض وعداوت رکھیں اور بغاوت کریں۔ یہ خلیفہ تو ہم میں سے مقرر کر کہ ہم نہ فساد کریں گے نہ خونریزی نہ بغض وحسد کو کام میں لائیں گے اور نہ بغاوت کریں گے اور ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں اور تیری عظمت کے

عارف ہیں اور تیری نافرمانی کبھی نہیں کرتے۔ خدا نے فرمایا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ ملائکہ کو خیال ہوا کہ جوانہوں نے کہا تھا وہ خدا کے ارشاد پر اعتراض کی صورت رکھتا تھا اور اس کی وجہ سے خدا ان پر غضبناک ہوا، لہٰذا انھوں نے عرش کی طرف پناہ لی اور سرا ٹھا اٹھا کر تضرع وزاری کرنا شروع کی، خدا کے غضب سے خوف کر کے روتے رہے اور تین ساعت تک عرش کے گرد طواف کیا۔ خدا نے ان کی طرف نظر تفضّل ڈالی اور رحمت ان پر اتر پڑی اور خدا نے عرش کے نیچے ایک گھر کی تعمیر کی اور وہ بیت معمور ہے جو چار زبرجدی ستونوں پر قائم ہے اور اس پر یاقوت سرخ کا غلاف چڑھایا اور ملائکہ کو حکم ہوا کہ اس گھر کا طواف کرو۔ ملائکہ نے اس گھر کا طواف کرنا شروع کیا اور عرش کے طواف سے اس کا طواف ان پر آسان پڑا۔ پھر خداوند عالم نے کچھ ملائکہ بھیجے اور ان کو حکم ہوا کہ اسی صورت کا زمین پر ایک گھر تعمیر کرو اور اہل زمین کو حکم ہوا کہ وہ اس گھر کا طواف کریں جس طرح اہل آسمان بیت معمور کا طواف کرتے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ اے رسولؐ کے نواسے! آپ نے سچ کہا، واقعہ یہی گذرا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے اس گھر کی تعمیر خدا کے حکم سے ملائکہ مقربین کے ہاتھوں ہوئی۔

دوسری تعمیر حضرت صفی اللہ آدم کے ہاتھوں ہوئی چنانچہ کتاب الاعلام میں قطب الدین حنفی نے روایت کی ہے۔

عن عثمان بن ساج قال بلغنی ان عمر بن الخطاب قال الکعب یا کعب اخبرنی عن البیت الحرام قال کعب انزل اللہ من السماء یاقوتۃ مجوفۃ مع آدم فقال یا آدم انّ ھذا بیتی انزلتہ معك یطاف حولہ کما یطاف حول عرشی ویصلی حولہ کما یصلی حول عرشی ونزلت معہ الملائکۃ فرفعوا قواعدہ من حجارۃ ثم وضع البیت علیہ فکان آدم علیہ السلام یطوف حولہ کما یطاف حول عرشی ویصلی عندہ کما یصلی عند العرش۔ صفحہ ۱۲

عثمان بن ساج نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر نے ایک روز کعب الاحبار سے کہا کہ مجھ کو خانۂ کعبہ کے حالات بتلاؤ کعب نے کہا کہ خدا نے آسمان سے ایک مجوف یاقوت آدمؑ کے ساتھ نازل کیا اور فرمایا کہ اے آدمؑ! یہ میرا گھر ہے جو میں نے تمہارے ساتھ نازل کیا ہے کہ اس کے گرد طواف کیا جائے جس طرح میرے عرش کے گرد طواف کیا جاتا ہے اور جس طرح عرش کے گرد نمازیں پڑھی جاتی ہیں اس کے گرد نمازیں پڑھی جائیں اور ملائکہ نازل ہوئے اور انہوں نے پتھروں سے اس کے ستونوں کو قائم کیا اور خانۂ کعبہ کو اسی بنیاد پر تعمیر کردیا، آدم عرش کی طرح اس کے گرد طواف کرتے تھے اور مثل عرش کے اس کے پاس نماز پڑھتے تھے۔

اس تعمیر میں جس کا پتہ حضرت عمر کی مذکورہ روایت سے ملتا ہے اگرچہ مامور حضرت آدمؑ تھے مگر ملائکہ کا ہاتھ اس تعمیر میں بھی بہت حد تک شریک معلوم ہوتا ہے۔ حضرت آدمؑ کی وفات کے بعد تیسری تعمیر اولاد آدمؑ نے کی جو تاریخی حیثیت سے کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔

چوتھی تعمیر حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کے ہاتھوں سے ہے جس کے متعلق علامہ قطب الدین حنفی لکھتے ہیں کہ

کان ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام یبنی واسماعیل علیہ السلام ینقل لہ الاحجار علی عاتقہ فلما ارتفع البنیان قرب لہ المقام فکان یقوم علیہ ویبنی ویحولہ لہ اسماعیل فی نواحی البیت حتی انتھیٰ الی موضع الحجر الاسود فقال ابراھیم لاسماعیل علیہ السلام یا اسماعیل اتینی بحجر صنعہ ھنا لیکون علما للناس یبتدون منہ الطواف فذھب اسماعیل فی طلبہ فجاء جبرئیل علیہ السلام الی سیدنا ابراھیم بالحجر الاسود وکان اللہ عزوجل استودعہ جبل ابی قبیس وحین طوفان نوحؑ

فوضعهٔ جبرئیل علیہ السلام فی مکانه وبنی علیه ابراهیم وهو حینئذٍ یتلالأنوراً فاضأبنوره شرقاً وغرباً ویمیناً وشمالاً ۔ (صفحہ ۱۴)

حضرت ابراہیم تعمیر کرتے تھے اور اسماعیلؑ اپنے کاندھے پر پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے جب دیوار بلند ہوگئی تو حضرت ابراہیمؑ پتھر پر کھڑے ہوتے تھے اور تعمیر کرتے تھے اور مختلف اطراف میں اسماعیلؑ اس پتھر کو منتقل کرتے تھے یہاں تک کہ حجر اسود کی جگہ تک پہنچے ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ سے کہا کہ ایک پتھر لاؤ کہ میں اس کو یہاں رکھ دوں، وہ لوگوں کے لئے علامت رہے گا کہ اسی سے طواف کی ابتدا کریں، اسماعیلؑ تو پتھر کے ڈھونڈھنے کو گئے، ادھر جبرئیل ابراہیمؑ کے پاس حجر اسود کو لے کر آئے۔ خدا نے طوفان نوحؑ کے زمانہ میں اسے کوہ ابوقبیس میں ودیعت کر دیا تھا۔ جبرئیل نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا اور ابراہیم نے اس پر تعمیر کی اور حجر اسود اس زمانہ میں اپنے نور وضیا سے شرق وغرب عالم کو روشن کئے ہوئے تھا۔

اس انتظام واہتمام سے خدا کے حکم سے جس گھر کی تعمیر ہوئی ہو اس کے شرف وعظمت کا کیا پوچھنا؟

اس بیان سے معلوم ہوگیا کہ کعبہ کا شرف اور اس کی عظمت قبلۂ مسلمین ہونے کے بعد سے پیدا نہیں ہوئی ہے بلکہ روز ازل جبکہ قسام ازل فضل وشرف کی تقسیم کر رہا تھا اسی وقت تمام امکنہ عالم میں کعبہ معزز وممتاز ہوگیا تھا اور اس کو شرف وعظمت حاصل ہو چکا تھا۔

معترض یہ کہہ کر کہ کعبہ بتخانہ تھا اس کی عظمت کو گھٹانا چاہتا ہے مگر تاریخ وحدیث سے مطلع افراد اس سے مشتبہ نہیں ہو سکے۔

کعبہ میں بتوں کے رکھ دینے سے کعبہ کی عظمت گھٹ نہیں سکتی بلکہ یہ کفار مکہ کی نافہمی اور نا قدر شناسی تھی کہ انہوں نے ایسے متبرک و باعظمت مقام کو اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کے لئے منتخب کیا اور درحقیقت اگر غور کیا جائے تو اس کا باعث بھی کعبہ کا عظمت وشرف ہی تھا۔ چونکہ تمام انبیاء ورسلؑ کی زبان سے کعبہ کا عظمت وشرف بنی آدم کے دلوں میں راسخ ہوگیا تھا، اسی وجہ سے لوگوں نے اپنے معبودوں کے لئے اس گھر سے بہتر کوئی جگہ نہ پائی لیکن اس کی وجہ سے کعبہ کی عظمت وشرف کو کوئی صدمہ نہیں پہنچ سکتا۔

فتح مکہ ۱۰ھ میں ہوئی ہے اور بتوں کا اخراج اسی سال ہوا ہے، یہ رسولؐ کی زندگی کا آخری سال تھا، معترض کے مذاق کے موافق اس کے پہلے کعبہ بتخانہ تھا اور بیت المقدس سے کعبہ کی طرف تحویل قبلہ اس سے بہت قبل کا واقعہ ہے تو کیا کہا جا سکتا ہے کہ خدا نے ایک بتخانہ کو قبلۂ مسلمین بنا دیا؟ **نعوذ باللّٰه من ذالك۔**

اسی طرح وجوب حج کی آیت بھی ۶ھ میں اتری ہے جو بت شکنی کے ۳/سال پہلے کا واقعہ ہے تو کیا خدا نے بتخانہ کا حج وطواف مسلمانوں پر واجب کیا تھا۔

عبدالمطلبؑ کے زمانہ میں ابرہہ کا حملہ اور اصحاب فیل کی یورش اور قدرت خدا سے ابابیلی عسکر کے ہاتھوں اس کی تباہی قرآن کے صفحات پر موجود ہے، کیا خدا کی طرف سے ایک بتخانہ کی حفاظت یونہی کی جاتی ہے؟

معلوم ہوا کہ بتوں کے رکھ دینے سے کعبہ کا شرف گھٹ نہیں گیا تھا۔ اسی وجہ سے کعبہ کے قبلہ بنانے اور اس کا حج واجب کرنے میں بتوں کے ہٹنے کا انتظار نہیں کیا گیا اور ابرہہ کے حملہ سے حفاظت بھی اخراج اصنام پر موقوف نہیں رہی۔

کعبہ بیت الحرام تھا جس کا حج وطواف ہمیشہ سے واجب ہے اور چونکہ تمام امکنہ عالم میں افضل وبہتر تھا خدا کی طرف سے امیرالمومنینؑ کی ولادت کے لئے منتخب ہوا اور اس نے اپنی قدرت وحکمت سے بند دروازہ کو چھوڑ کر نیا در بنایا اور اپنے بندۂ خاص کی ولادت کے لئے اپنے خاص گھر کو خالی کر دیا اور حسن اتفاق یہ کہ کعبہ کے دامن پر بتخانہ کی لفظ کو رکھ کر جس دھبہ کو لگایا گیا ہے اس کے چھڑانے کا سہرا بھی اسی مولود کے سر پر بندھا اور

دوش نبیؐ پر قدم رکھ کر کسر اصنام اسی ہستی کے دفتر فضائل کا ایک مختصر باب ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے۔

طواف خانہ کعبہ ازاں شد برہمہ واجب
کہ اینجاد روجود آمد علی ابن ابی طالب

جناب رب العزت پر اعتراض

دوسرا سوال درحقیقت خداوند عالم پر اعتراض کی شان رکھتا ہے بعد اس کے کہ شیعہ وسنی دونوں فریق کی کتابوں سے یہ مطلب بالکل ثابت ہے کہ امیر المومنینؑ کی ولادت خداوند عالم کے حکم سے کعبہ مشرفہ کے اندر ہوئی اور فاطمہ بنت اسدؑ کو خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے کعبہ کے اندر جگہ دی، تو اب اس سوال کا موقع ہی نہیں رہتا کہ کعبہ مطہر ہے اور ولادت کے وقت زچہ نجاسات سے آلودہ ہوتی ہے۔

معلوم نہیں کہ کعبہ کی طہارت کے احکام اور اس میں نجاست پہنچنے کی ممانعت معترض کو جناب رب العزت کے علاوہ کسی اور کے حکم سے معلوم ہوئی ہے؟ پھر جس نے کعبہ کو مطہر و پاکیزہ قرار دیا ہے اور جس نے نظام عادی کے موافق عورتوں کے لئے یہ عوارض مقرر کئے ہیں وہی اگر کسی خاص عورت کو ولادت کے وقت کعبہ میں اپنے حکم سے بھیج دے، تو کسی دوسرے کو اعتراض کا کیا حق ہے؟ معترض بظاہر نظام عادی کو غیر ممکن التبدل اور خداوند عالم کو اس کے تغیر وتبدل سے عاجز سمجھتا ہے اور وہ خدا کے دائرہ قدرت و اختیار کے حدود کو تنگ خیال کرتا ہے۔ جن چیزوں کا وجود عقلاً محال ہے ان سے بے شک قدرت کا تعلق نہیں ہوتا اور نہ اس کا احتمال ہوسکتا ہے لیکن جو چیزیں عقلاً محال نہ ہوں ان سے قدرت الٰہیہ کا متعلق ہونا کوئی خلاف عقل نہیں ہے اگرچہ نظام عادی اس کے خلاف قائم ہو۔ چنانچہ معجزات انبیاء کا تعلق ایسی ہی خلاف عادت چیزوں سے ہوا کرتا ہے جن کے وجود کے خلاف کوئی عقلی ہدایت یا نظریہ قائم نہیں ہے۔ اس کو توضیح سے ہم نے کسی سابق اشاعت میں رسالہ ''نگار'' بھوپال کا انتقاد کرتے ہوئے لکھا ہے۔

ولادت کے وقت عورتوں کا معمولی نجاسات سے ملوث ہونا نظام عادی کے موافق ضروری سہی مگر عقلاً ضروری نہیں ہے اور نہ اس کے خلاف پر کوئی عقلی فیصلہ موجود ہے، ایسی صورت میں خداوند عالم نے جب فاطمہ بنت اسد کو اپنے حکم سے کعبہ کے اندر داخل کیا اور اس ولادت کو وہاں واقع ہونے دیا تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس نے اس نظام عادی کے خلاف اپنی قدرت کو صرف کیا ہے اور یقینا اپنے معزز ومحترم گھر کی طہارت وعزت کا خیال رکھا ہے۔

معترض اگر قرآن وحدیث پر ایمان کو اپنے دل میں جگہ دیئے ہوئے ہے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ مولود وہ تھا جس کی طہارت و پاکیزگی کا خاص طور سے خدا کی جانب سے تکوینی ارادہ ہوچکا ہے اور اِنَّمَا يُرِيْدُاللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرا ، نے اس کی ذات سے ہر قسم کے رجس ونجاست کو دور کردیا ہے خواہ وہ خباثت گناہ ہو یا کسی اور قسم کی نجاست، اور تاریخ وحدیث بھی اس کی شاہد ہے۔ علامہ منادی مصری نے کنوز الدقائق میں جناب رسالتمآبؐ سے روایت کی ہے۔

لاینبغی لاحد ان یجنب فی المسجد الا انا و علی۔

کسی شخص کو جائز نہیں ہے کہ وہ اس مسجد میں جنب ہو سوائے میرے اور علی کے۔

اس کو بخاری ومسلم دونوں نے روایت کیا ہے اور صحیح ترمذی میں ابوسعید خدری سے روایت ہے۔

قال رسول الله یا علی لا یحل لاحدٍ ان یجنب فی هذه المسجد غیری وغیرك۔

حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ! کسی شخص کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اس مسجد میں جنب ہو سوائے میرے اور تمہارے۔

اور شیخ سلیمان بلخی قندوزی نے ینابیع المودة میں روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے ایک طویل حدیث کے ضمن

میں فرمایا۔

ان علیاً معی بمنزلة هرون من موسیٰ وهو معی ولا یحل لا حد ان ینکح فیه النساء الا علی وذریته۔

علیؑ کی نسبت مجھ سے وہ ہے جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی اور وہ میرے ساتھ ہیں، اور کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ مسجد میں عورتوں سے مقاربت کرے، مگر علیؑ اور اولادان کی۔

اسی قبیل کے بہت سے روایات کتب اہل سنت میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اگر ان احادیث پر نظر کی جائے جس میں جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے بتول نام ہونے کی وجہ بیان کی گئی ہے تو صاف طور سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ان حضرات کی طہارت و پاکیزگی اس حد پر تھی کہ وہ اوقات جن میں عام افراد نجس سمجھے جاتے ہیں ان میں بھی ان حضرات کی طہارت اپنی حالت پر باقی رہتی تھی اور ان حضرات کے دامن تک نجاست کا گذر نہ تھا، پھر ان احادیث کو دیکھتے ہوئے جو اہلسنت کی مستند کتابوں میں مذکور ہیں خانۂ کعبہ میں امیرالمومنینؑ کی ولادت پر کون سا استبعاد ہوسکتا ہے، مولود جب اتنا مطہر و معصوم ہوتو یقیناً اس کی ولادت میں کسی نجاست کا شائبہ نہیں ہوسکتا، اسی وجہ سے خداوند عالم نے خانہ کعبہ کو جس کی تطہیر کا ابراہیمؑ کو حکم ہو چکا تھا اور طهرا بیتی کہہ کر اس کی طہارت کی گواہی دے دی گئی تھی اس ولادت کے لئے خالی کردیا۔ مضمون طویل ہو چکا ہے اور اوقات کی کوتاہی اس سے زیادہ لکھنے کی اجازت نہیں دیتی۔ رہ گیا تیسرا سوال اور وہ یہ ہے کہ علمائے اہل سنت کی کتابیں اس واقعہ سے خالی ہیں جیسا کہ اخبار درنجف، سیالکوٹ، مورخہ ۸/اکتوبر ۱۹۲۶ء میں بھی کسی صاحب نے یہی سوال کیا ہے کہ ''حضرت علیؑ کی کعبہ میں ولادت کس کتاب میں ہے؟ اور پھر یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ ''اگر ثابت ہوجائے تو ہم شیعہ۔''

اس سوال کے جواب میں ہم نے گذشتہ سال سرفراز نمبر میں ''مولد علیؑ'' کے عنوان سے ایک مختصر مقالہ لکھا تھا اور اس میں غلط فہمی کا دفعیہ کرتے ہوئے ان مستند علمائے اہلسنت کی ایک مختصر فہرست لکھ دی تھی جنہوں نے اپنی کتابوں میں اس واقعہ کو جگہ دی ہے، اس وقت بھی فہرست پر اکتفاء کرتے ہیں اگر موقع ملا تو کبھی تفصیل سے اس پر قلم اٹھائیں گے۔

(۱) بشائر المصطفیٰ (۲) مناقب ابن مغازلی شافعی (۳) نزل الابرار علامہ بدخشی (۴) مناقب مرتضوی ملا محمد صالح ترمذی کشفی (۵) مطالب السئول کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی (۶) مدارج النبوۃ محدث شیخ عبدالحق دہلوی (۷) وسیلة النجاة مولوی محمد مبین فرنگی محلی لکھنوی (۸) تذکرۂ خواص الامه سبط ابن الجوزی (۹) انسان العیون علی بن برہان الدین شافعی محدث (۱۰) مناقب ابوالمؤید موفق بن احمد خوارزمی (۱۱) ازالة الخفاء شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

بعد اس کے اتنے مستند علمائے اسلام کی کتابوں میں امیرالمومنینؑ کے کعبہ میں متولد ہونے کا واقعہ مذکور ہے تو اس کا انکار کرنا اور یہ کہنا کہ کتب اہلسنت میں یہ واقعہ موجود نہیں ہے، ہٹ دھرمی اور کتمان حق ہے۔ امیرالمومنینؑ کے فضائل ایسے نہیں جو دشمنوں کے پردہ ڈالنے سے چھپ سکیں۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ

سید علی نقی نقوی عفی عنہ از نجف اشرف، عراق

ماخوذ از ماہنامہ الواعظ لکھنؤ رجب ۱۳۴۶ھ/جنوری ۱۹۲۸ء

(۲) مولد علی علیہ السلام

تھوڑے عرصہ سے اخباروں میں یہ خبر گشت کر رہی ہے کہ نجدیوں کے مظالم سے مولد حضرت علی علیہ السلام بھی منہدم ہو گیا۔ مگر ہم کو اس خبر پر تعجب آمیز ہنسی آتی رہی۔ اگرچہ نجدیوں کے خبث طینت سے یہ کچھ بعید نہیں تھا اس لئے کہ مولد حضرت رسولؐ منہدم کیا جاچکا تو اگر حضرت علیؑ کی ولادت کا کوئی مخصوص مکان ہوتا تو اس کے گرانے میں ان کو کیا اندیشہ ہوسکتا تھا لیکن

درحقیقت تاریخ وسیر کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ خبر کچھ بھی قابل اعتنا نہیں ہے کیونکہ جس مکان کا نام مولد علیؑ رکھا گیا ہے وہ کسی طرح اس انتساب کا صحیح مصداق نہیں ہوسکتا۔

حضرت امیرالمومنین کا مولد کیا ہے، علی کا مولد وہ ہے جس طرف آج ۵۵ کروڑ مسلمانان عالم کی جبینیں جھکتی ہیں، جس کے گرد ہزارہا حجاج ہر سال طواف کرتے ہیں جس کی آستان بوسی کو بڑے بڑے اہل جبروت وعزت اپنا مایۂ فخر سمجھتے ہیں۔ علیؑ کا مولد وہ ہے جو خدائے واحد و یکتا کا واحد گھر ہے جس کی طرف ہزار دو ہزار فرسخ سے مصائب و شدائد سفر جھیل کے گام فرسائی فریضہ واجبہ ہے۔ مولد علی بحمد اللہ اب تک ہر گزند سے محفوظ ہے اور خدا وہ روز سیاہ مسلمانوں کو نہ دکھلائے کہ اس پر کسی قسم کا خطرہ ہو۔ ہاں ابن سعود ونحس کے افعال شنیعہ اور ابرہہ صفتی کو دیکھتے ہوئے باخبر افراد کا دل ضرور اس بقعۂ مبارکہ کے لئے بھی دھڑکتا ہے، اس لئے کہ جناب رسالتمآب خبر دے چکے ہیں کہ ایک مرتبہ کعبہ منہدم کر دیا جائے گا۔ ابن عباس نے جناب رسالتمآبؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا **کانی به یقلعها حجراً حجراً** گویا میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں کہ اس نے کعبہ کا ایک ایک پتھر اکھاڑ ڈالا۔ (صحیح بخاری جلد اول ص ۲۱۷)

اس موقع پر شاید یہ خیال پیدا ہو کہ امیرالمومنینؑ کا کعبہ میں متولد ہونا صرف کتب شیعہ سے مخصوص ہے اور کتب حضرات اہل سنت اس سے خالی ہیں چنانچہ اخبار 'درنجف' سیالکوٹ مورخہ ۸/ اکتوبر ۱۹۲۶ء میں بھی کسی صاحب نے یہی سوال کیا ہے کہ حضرت علیؑ کی کعبہ میں ولادت کس کتاب میں ہے۔ اور پھر یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ ''اگر ثابت ہو جائے تو ہم شیعہ ہو جائیں گے لہٰذا اس غلط فہمی کے دفعیہ کے لئے ہم ایک مختصر فہرست ان کتب کی حوالہ قلم کرتے ہیں جن کے نام اس وقت بغیر مراجعت کتب اور باوجود کثرت اشغال کے ہمارے پیش نظر ہیں۔ واضح رہے کہ یہ تمام علمائے اہلسنت کی کتابیں ہیں۔

(۱) بشائر المصطفیٰ۔ (۲) مناقب ابن مغازلی شافعی۔ (۳) نزل الابرار علامہ بدخشی۔ (۴) مناقب مرتضوی ملا محمد صالح ترمذی کشفی۔ (۵) مطالب السئول کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی۔ (۶) مدارج النبوۃ محدث۔

ان تمام کتابوں میں یہ واقعہ درج ہے کہ امیرالمومنینؑ کی ولادت خانۂ کعبہ کے اندر ہوئی ہے اور یہ فضیلت مخصوص ہے علی بن ابی طالبؑ سے۔

تو به تاریکی علی را دین
زین سبب غیری براو بگزین

علی نقی نقوی

ماخوذ از ماہنامہ الواعظ لکھنؤ رجب ۱۳۴۵ھ/فروری ۱۹۲۶ء

(۳) آیۂ حقیقت

امیر المومنینؑ کے آستانۂ فیض سے ایک اپاہج کی شفا، ہزارہا آدمیوں کا مشاہدہ

موجودہ زمانہ میں جبکہ کفر والحاد کی آندھی تیزی کے ساتھ چل رہی ہے اور خارجی دراندازیوں سے متاثر ہو کر عام اسلامی افراد کے عقائد کمزور ہوتے جاتے ہیں، مصلحت الٰہیہ کا اقتضا ہے کہ ایسے مشاہدات قدرت ظاہر ہوتے رہے ہیں جن سے متزلزل شدہ عقائد کا استحکام اور مضطرب قلوب کی تسکین ہو اور مشاہدہ مشرفہ اہلبیتؑ معصومین علیہم السلام ہمیشہ ایسے مظاہر قدرت کا مرکز رہا کئے ہیں۔

سال گذشتہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کے آستانۂ مقدسہ سے سید مصطفی بغدادی کی بصارت عود کرنے کا واقعہ جو انگریزی، عربی، فارسی، اردو، زبان کے اخبارات میں شائع ہو چکا ہے، ناظرین کو یاد ہوگا۔ آج ہم باب مدینۃ العلم مظہر العجائب والغرائب امیرالمومنینؑ علی ابن ابی طالبؑ کے روضۂ مقدسہ کے ایک حیرت انگیز اعجاز کی اشاعت کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ طویل مدت کا ذکر نہیں بلکہ اس وقت جبکہ میرا قلم صفحۂ کاغذ پر رواں ہے شہر میں چراغاں اور کوچہ و بازار میں

جشن مسرت قائم ہے اور محافل ومجالس سرؤر کا سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا ہے۔

''مرکز ناصریہ بصرہ سے چند فرسخ کے فاصلہ پر ایک مقام ہے جو عربوں کا مسکن ہے۔ ان کی زندگی کا دارومدار زراعت پر ہے اور خود اپنے ہاتھوں سے کھیتی کرنا اور اس سے گذر اوقات کرنا ان کا شعار ہے۔

اس مقام کے رہنے والوں میں غالی ابن معود ایک کم سن بارہ برس کا لڑکا اپنے باپ ماں اور بعض قرابتداروں کی معیت میں کل بروز سہ شنبہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ موٹر پر سے اتارا گیا، اس کا ایک پاؤں خلقتہً بیکار اور خشک تھا، چلنا پھرنا بالکل ناممکن، ماں باپ نے کتنی کوشش کی مگر تدارک کی کوئی صورت نظر نہ آئی، سر بار دوش اور زندگی وبال ہوگئی، جب ہر طرف سے مایوسی ہوئی تو دل کو قبلہ مقصود کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور اتنی دور دراز مسافت سے صعوبت سفر برداشت کر کے صرف آخری توقع پر نجف اشرف وارد ہوا۔ موٹروں کے مرکز سے صحن حرم کے دروازہ تک گود میں لایا گیا اور اس کے بعد اتار دیا گیا اور دو آدمیوں نے بازو پکڑ کر ہاتھوں کے سہارے سے قبر مطہر تک پہنچایا، تمام امیدیں منقطع ہونے کے بعد اس قبلۂ امید پر جس اضطراب اور تڑپ کا ظہور ہوا اس کا اندازہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

ایک طرف ماں باپ بلک بلک کر دعائیں کر رہے تھے اور دوسری طرف وہ خود نیم بسمل کی طرح زمین پر تڑپ رہا تھا، آدھ گھنٹہ کا عرصہ گذرا ہوگا کہ اس کو اپنے جسم میں بجلی کی سی طاقت دوڑ جانے کا احساس ہوا اور ایک مرتبہ کھڑے ہوکر ضریح سے دور جا کر دوڑ کر ضریح مطہر سے لپٹ گیا، یہ واقعہ عربی ۷ بجے کا ہے جو ہمارے ہندوستان کے حساب سے ایک بجے دن کا واقعہ قرار پاتا ہے۔ حرم اقدس میں جتنے زوّار مشغول زیارت تھے۔ دوڑ پڑے، تبرک کی غرض سے لباس کے ٹکڑے کر ڈالے گئے۔ دو مرتبہ کپڑے پہنائے گئے لیکن پارہ پارہ ہوگئے۔ سیکڑوں آدمیوں نے اس واقعہ کا مشاہدہ کیا۔ لوگوں کے ہجوم سے گھبرا کر اس کو پولیس کے انتظام میں کوفہ پہنچا دیا گیا۔ مگر خبر وہاں پہنچ چکی تھی اور وہاں بھی پورے جوش مسرت کا اظہار ہوا، آخر آج نجف واپس لائے اور صبح کو صحن اقدس میں ہزارہا آدمیوں نے اس کے چلنے پھرنے اور طرز رفتار کا معائنہ کیا۔

یہاں ایسے لوگ بے شمار ہیں جنھوں نے مرض وصحت دونوں حالتوں کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ دوشبوں سے تمام شہر میں چراغاں اور ہر طرف جشن مسرت ہے کتنے افراد کے آئینہ قلوب سے شکوک وشبہات کا غبار زائل ہوا اور مذہبی عقائد میں استحکام پیدا ہوگیا۔ **وللہ الحجۃ البالغہ**

علی نقوی النقوی از نجف اشرف، عراق

ماخوذ از ماہنامہ الواعظ لکھنؤ جمادی الاول ۱۳۴۸ھ/ اکتوبر ۱۹۲۹ء